

کیسین ہنرمائی نس رکن الدولہ حضرت شاہ حافظ الملک مخلص الدولہ
الحاج نواب سر صاوق محمد خان عباسی بہار
جی سی۔ آئی۔ ای، کے سی۔ ایس۔ آئی
کے سی۔ وی۔ او، تاجدار بہاولپور

نسب انجمن

مولانا عبد العزیز شرتی خادمہ شاعت سیرت
مطبوعہ مرکز اشاعت سیرت جالندھر (پنجاب)

تقریب

از رفیع الشان افتخارِ ملک فٹینٹ کرنل مقبول حسن قریشی ایم اے ایل ایل بی

وزیرِ حضوری و وزیرِ عدلیہ بہاولپور

اعلیٰ حضرت تاجدارِ بہاولپور خلد اللہ ملکہ کا شمشعہ اقبال آفتابِ کتاب کی طرح
ضیاءِ بار ہے۔ ان بطور کا قصہ تعارف نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت کی بعض خصوصیات کا
محلِ تذکرہ ہے جو دوسروں کیلئے باعثِ تقلید اور نیک امور کی طرف رغبت
دلانے والی ہوں۔

مثلاً اکثر روسا اور اربابِ دولت بیرونی ممالک کی سیرِ سیاحت یا ایسی ہی
دوسری تعلیمات میں مصروف نظر آتے ہیں لیکن یہ قابلِ فخر خصوصیت اور سعادت
صرف اعلیٰ حضرت تاجدارِ بہاولپور ہی کے حصہ میں آئی ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے دربار میں تین مرتبہ حاضری نصیب ہوئی۔ اس پر یہ کہنا بیانِ حقیقت ہے۔ یہ
ایں سعادت بزورِ بازو نیست تانہ بخشہ خداے بخشندہ

خانہ کتبہ مولانا قادی

حق یہ ہے کہ یہی والہانہ عقیدہ تہذیبی اور سعادت طلبی ہی اس عام ہرگز نرزی
کا حقیقی سبب ہے جو آپ کو مسلمانان ہند میں حاصل ہے۔ کیوں نہ ہو سرکارِ دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن جس کے ہاتھ سے نہ چھوٹے اُس سے کسی کا دل کیوں ٹوٹے۔
اس کے بعد اعلیٰ حضرت کی وہ شاہانہ علم پروری اور معارف کوئی بھی قابل ذکر
ہے جس کا سارا زمانہ معترف ہے۔ آپ کی طرف سے بلا تفریق مذہب و ملت ہندو
علم و فن کی سرپرستی ہو رہی ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے ہندوستان کے ہر گوشہ میں
آپ کا فیض جاری و ساری ہے۔ ملی دعا ہے کہ یہ فیض تا ابد جاری رہے۔ ع

اس دعا اذن و ازجملہ جہاں آمیں باد

میں یہ چند سطور آپ کے قلم سے لکھے ہوئے اس صحیفہ عقیدت کے پیش لفظ
کے طور پر مولانا عبدالغفر زبیا صاحب شرفی خادمِ اشاعتِ سیرت جالندھر کے اصرار
پر لکھ رہا ہوں ورنہ ع

چہ حاجت است بشا طہ روئے زیبارا

مقبول من غفر

اعترافِ صادق

ذو کی کیا بساط کہ آفتابِ کتاب کی حقیقت کو آشکار کر سکے۔ قطرے کی کیا مجال
کہ بحرِ بے پائیاں کی وسعتوں کو ظاہر کر سکے۔ اسی طرح آفتابِ رسالتِ معلّم کی سیرتِ پاک کا
موضوع اور بند و ناچیز۔ دریا کو کوزہ میں بھرنا آسان مگر محاورہ سرِ عالم صلعم کو مختصر کرنا محال۔
البتہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ قدس کی جرأت آموزی بروئے کار آجائے
تو نہ ہے سعادت میرا اس موضوع پر قلم اٹھانا اپنے علم و فضل کے اظہار کے لئے نہیں بلکہ
سرِ عالم صلعم کے مداحوں کی صف میں شامل ہونے کیلئے ہے۔ اور جبکہ میں اس دربارِ دربار
کی حاضری کا شرف بھی حاصل کر رہا ہوں تو یہ تحفہ عقیدت بحضورِ سرِ عالمیان فخر کون و
کمال۔ صلی اللہ علیہ وسلم اس اعتراف کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔ ع
دامان نگہ تنگ گلِ حسن تو بسیار
کھینچین بہار تو ز داماں گلہ دار

وابستہ داماں محمد صلی اللہ علیہ وسلم

صہقی عجمی



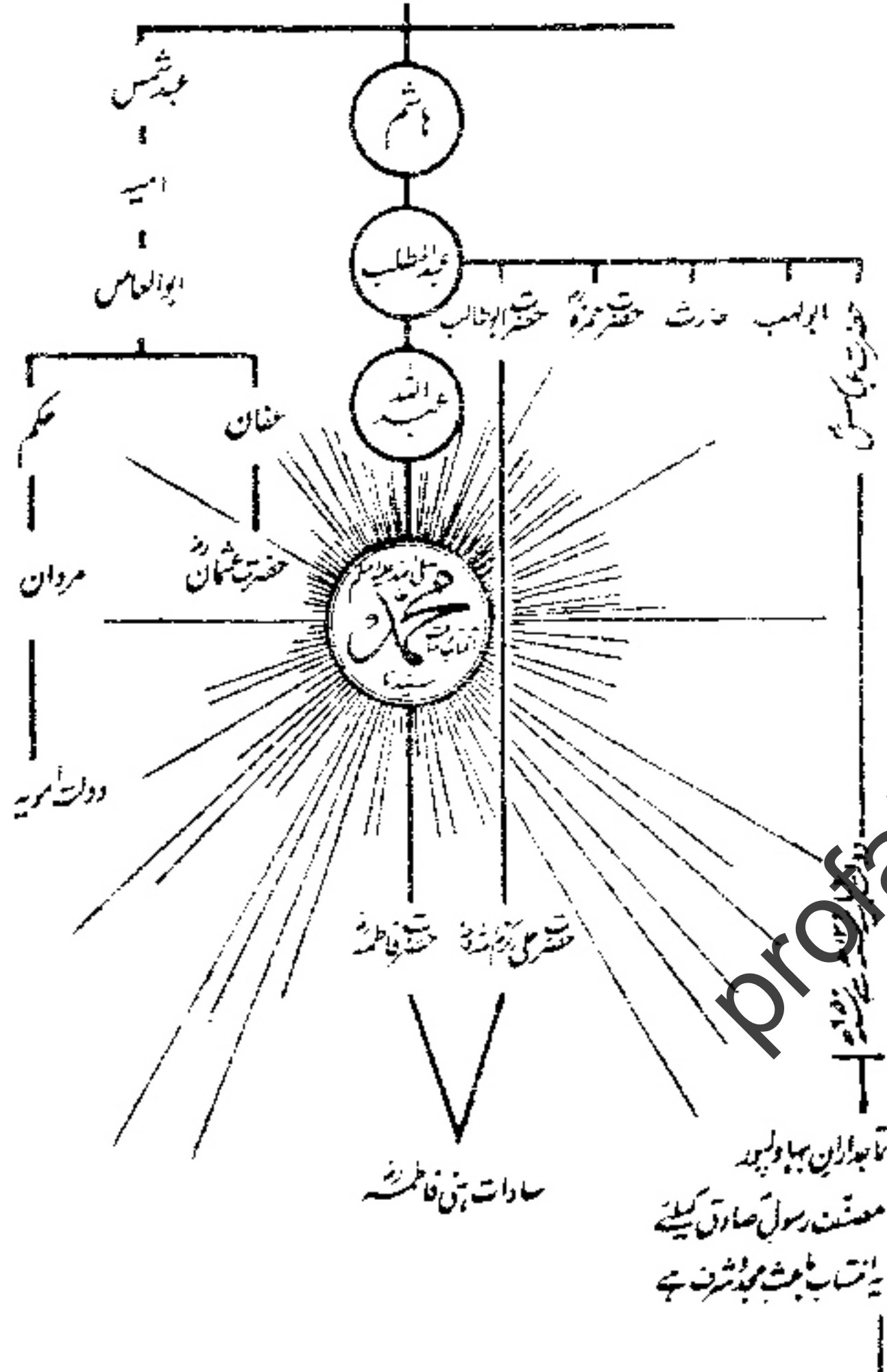
رَسُولٌ صَادِقٌ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ
وَسَلَّمَ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا
سَنَدِنَا وَوَلِيِّنَا وَشَفِيعِنَا مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى إِمَامِ الْأَنْبِيَاءِ
وَنَحَاتِلِ النَّبِيِّينَ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

رسول صادق سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے
حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہیں نسب کا سلسلہ ۷۰ دھڑوں سے عبد مناف
تک پہنچتا ہے اس سے آگے نسب کا شجرہ قبیل ہے۔

شَجَرَةُ طَيْبَةٍ أَصْلُهَا بَابُتُ فِرْعَوْنَ فِي السَّمَاءِ

عبد مناف



آبادارین بہاولپور
محنت رسول صادق کیلئے
یہ کتاب باعثِ مجتہدین ہے

آفتابِ سالت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کو کے متنازعہ اور
کعبہ کے نگہبان تھے۔

عبد المطلب کے بیٹے اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبد اللہ ایک شریف
نوجوان تاجر تھے۔ انکی بیوی عرب کے مغز اور شریف قبیلہ بنو زہرہ سے تھیں۔ ان کا پہلا نامی اسم تھا

تاریخ ولادت باسعادت :- ہمارے موسم میں ۱۲ ربیع الاول سنہ ۵۷۰
ہجری کی صبح صادق سورج عالم فخر آدم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا مژدہ بیکر آئی

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَبْلَ بَارِكٍ وَسَلِّمْ

ہندستان کے دو مشہور سنوں عیسوی اور کمری شمسی کے لحاظ سے ۲۲ اپریل ۵۷۰ء

اور ۱۲ جمادی الثانی ۵۷۰ء کمری شمسی کی تاریخیں تھیں۔

آپ کی ولادت سے پہلے آپ کے والد عبد اللہ بن عبد المطلب کا انتقال ہو چکا تھا آپ
کے دادا اپنے یتیم پوتے کو لیکر خانہ کعبہ پہنچے اور خیر و برکت کی دعا مانگ کر واپس ہوئے اور پیدائش
کے ساتویں دن تمام قبیلہ کو دعوت دی دادا نے آپ کا نام محمد (دنیا بھر کی تعریف و تائید)

کا سندوارا اور ماں نے فرشتہ کی بشارت سے الحمد رکھا صلی اللہ علیہ وسلم

عرب کے دستور کے موافق دودھ پلانے کی خدمت قبیلہ ہوازن کی ایک نیک بخت
عورت حلیمہ سعدیہ کے سپرد ہوئی وہاں سے آپ چار سال کے بعد واپس گھر آئے۔
چھ سال کی عمر میں آپ کی والدہ ماجدہ نے رحلت کی۔ اب آپ کی تربیت آپ کے
دادا عبد المطلب کی کفالت میں آگئی۔ آٹھ برس کی عمر میں دادا کا بھی انتقال ہو گیا تو
مہربان چچا ابوطالب نے شفقت کے سایہ میں لے لیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچپن ہی سے شرک کے کاموں اور بچپن کے کھیل کود سے
مفتہ تھے۔ نیک کرداری، سچائی، خدا ترسی کے خاص جوہر اوائل عمر ہی میں نمایاں تھے۔

جوانی میں پاکبازی، سلیقہ شعاری اور حسن معاملات کی وجہ سے محمد بن عبد اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص امتیاز حاصل تھا۔ انہی خوبیوں کو سنکر قریش کے خاندان کی
ایک بیوہ عورت (خدیجہ) نے اپنے سرمایہ کو آپ کے ذریعہ سے تجارت میں لگایا۔
اور تجارت کے سفر میں اپنے غلام میرہ کو ساتھ کر دیا۔ آپ کی برکت اور کاروباری دہشتداری
کی وجہ سے تجارت کے سفر میں بڑی کامیابی ہوئی۔ غلام نے سفر سے واپس آکر اپنی مالک
سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ کے اعلیٰ اخلاق اور دیانت داری کے اوصاف بیان

کئے جو اس سفر کے اپنے مشاہدات تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبریوں سے آگاہ ہو کر خدیجہؓ نے نکاح کی درخواست کی آپ کی عمر اس وقت ۲۵ سال کی تھی۔ خدیجہؓ بیوہ تھیں اور ان کی عمر چالیس سال تھی۔ آپ کی بے نفسی اور اخلاقی فضیلت دیکھتے کہ اپنے سے عمر میں بہت بڑی اور بیوہ کی درخواست کو رد نہیں فرمایا اور نکاح کر لیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غریبوں کی امداد و بظالموں کی اعانت اور فناء عام کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے چنانچہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائیوں کے جو نہ ختم ہونے والے سلسلے شروع ہو چکے تھے۔ خاندانوں کی رقابت جس نے سینکڑوں گھرانوں کی تباہی بربادی کا دھڑاڑ کھول دیا تھا، قاتلوں کی ٹوٹ مار، رہتوں کی بدہمی، ایسی برائیوں کو دور کرنے کے لئے ان اور صلح کی جو سب سے پہلی کوشش حلف الفضول (فضل نامہ) انوں کا معاہدہ کے نام سے ہوئی۔ اس میں آپ پیش پیش تھے۔ عہد نبوت میں فرمایا کرتے تھے کہ مظلوم کی حمایت اور ظلم روکنے کے معاہدہ کے لئے میں آج بھی حاضر ہوں۔

راستبازی اور دیانت داری کا ذاتی جوہر اس قدر چمکا کہ مکہ کی آبادی آپ کو

الامین (امانت دار) اور الصادق (سچا) کہہ کر پکارنے لگی۔

ایک زمانہ گزر جانے کی وجہ سے کعبہ کی چار دیواری قابلِ مرمت ہو گئی تھی۔ بارش کا پانی جمع ہو کر اس کو نقصان پہنچاتا تھا۔ مکہ کے معزز لوگ جب اس کے دوبارہ بنانے پر آمادہ ہوئے تو کعبہ کے کونے پر کے مقدس سیاہ پتھر (حجر اسود) کو اٹھا کر لانے اور نصب کرنے پر اختلاف پیدا ہوا کہ اس سعادت کا حقدار کون ہے؟ عرب کے اختلاف اور جھگڑے معمولی نہیں ہوتے تھے۔ اسی رد و کد میں تلواریں کھینچ گئیں۔ جاننازی اور مرنے مارنے پر حلف ہو گئے۔ غرض پانچ دن تک یہی کشمکش جاری رہی۔ آخر کار ایک معزز بزرگ نے یہ تجویز پیش کی کہ کل صبح جو شخص حرم میں سب سے پہلے دیکھا جائے وہ شالٹ ہو۔ گویا شالٹ کا انتخاب بھی وہ خود نہیں کر سکے۔ بلکہ اتفاق اور تقدیر پر چھوڑ دیا گیا۔ دوسرے دن صبح سویرے وہ سب جمع ہو کر موقع پر پہنچے۔ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ کو حرم میں سب سے پہلے دیکھا۔ سب نے خوشی کے نعروں میں آپ کی امانت اور صداقت کا اظہار کیا۔

ناظرین! ایک طرف تو اس اعتماد کا اندازہ لگائیں جو آپ پر قوم کو جاہل تھا۔

نبوت

پروردگار عالم انسانوں کو گمراہی اور ضلالت سے بچانے کے لئے اپنے خاص خاص بندوں کو نبوت کا منصب عطا فرماتا ہے! اور ان کے ذریعہ سے اپنی تمام مخلوق کو رشد و ہدایت کا پیغام پہنچاتا ہے! اگر گمراہی اپنی نوعیت میں وسیع تر ہو۔ تو صراطِ مستقیم پر چلانے والے نبی کو بھی ہدایت کا کامل ترین نمونہ بنا کر بھیجتا ہے۔ چنانچہ جب عالمگیر گمراہی چھا گئی۔ کفر و شرک نے دلوں پر تسلط جما لیا! انسانی اخلاق وحشت و زندگی میں تبدیل ہو گئے۔ تو کائنات کی عالمگیر اصلاح کا فرض اکمل (فیضانِ فضل) المرسلین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہوا۔

اصلاحِ عالم کا اہم فرض جن حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہوا۔ اس کا اندازہ لگانے کیلئے اس زمانہ جہالت کا مختصر حال ایک فاضل سیرت نگار کے الفاظ میں

سید قاضی محمد سلیمان سلیمان منصور پوری

اور دوسری طرف بے لوث ہو کر انصاف، معاملہ فہمی اور قوتِ فیصلہ کو دکھیں۔ آپ نے حجرِ اسود کو ایک چادر پر رکھا! اور تمام قبیلوں میں سے ایک ایک سردار کو منتخب فرما کر کہا سب شریک ہو کر اٹھائیں اور دیوارِ کعبہ تک پہنچائیں۔ وہاں لیجا کر اپنے مبارک ہاتھوں سے نصب فرما دیا! اور اس طرح سے اختلاف کی خلیج کو وسیع ہو کر خوں ریز بحرِ کرب تک نہیں پہنچنے دیا۔

رسولِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس سال کی زندگی قبل نبوت کا مختصر حال اور پھر گذرا ہے جس میں نوعِ انسانی کی فلاح کے لئے چار اہم اور قابلِ عمل سبق موجود ہیں:-

- ۱۔ نکاح بیوگان کو معیوب نہ سمجھنا چاہیے۔
- ۲۔ امن کے قیام اور ظلم کے انسداد کے لئے ہر وقت آمادہ رہنا چاہیے۔
- ۳۔ راستبازی اور دیانت داری کو زندگی کا اصول بنایا جائے۔
- ۴۔ جب کبھی ثالث بننے کی سعادت ملے۔ تو انصاف کے ساتھ اختلافات کو مٹا کر اتحاد کر دینے کی کوشش کرنی چاہیے۔

چالیس سال کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منصبِ نبوت عطا ہوا۔

درج ذیل ہے۔ وہ انہیں بعض مذاہب نے تو نبیوں اور فرشتوں کو خدا کا قربت قرار دے لیا تھا۔ عرب کی حالت یہ۔ اندرونی ملک کے باشندوں پر خود مختاری نے بہت برا اثر ڈالا تھا۔ ان میں خود مختاری سے خود سری پیدا ہو گئی تھی۔ الگ تھلک رہنے نے مصاہرت کی برائی ان کے ذہن میں قائم کر دی تھی۔ مدعیانِ مخالفت بڑی دلیری سے اپنی بیٹیوں کو زندہ زمین میں گاڑ دیا کرتے تھے۔ فطرت کی ہر چیز پیچھے۔ درخت چاند۔ سورج۔ پہاڑ۔ دریا وغیرہ کو اپنا معبود سمجھنے لگ گئے تھے۔ انسانی حقوق کے لئے نہ کوئی ضابطہ تھا۔ اور نہ ایسے حقوق کو صحیح مرکز پر لانے کے لئے کوئی قانون تھا۔ قتل انسان۔ رہزنی۔ عیس بے جا۔ تصرف ناجائز اسی شجر کے ثمر تھے۔

اس عالمگیر کفر و شرک کو مٹانے بعد معبود کا فرق بتلانے اور دینِ کامل (اسلام) کو پھیلانے کے لئے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکمل ترین نمونہ ہدایت بن کر آئے۔ نہ معبود کہلوایا۔ اور نہ اللہ سے قربت جتائی۔ نہ بتوں کی پرستش کی طرف مائل ہوئے۔ بلکہ لٹکار کر کہا کہ پرستش کے لائق تو خدائے واحد کے سوا کوئی نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (بھی) اس کا عبادت گزار اور فرستادہ ہے۔ بیٹیوں کو زندہ

گاڑ دینے والوں کو عذابِ الہی سے ڈرایا۔ نلن۔ زر۔ زمین کے لئے انسانی حقوق کی حدیں مقرر کیں۔ مدت کے پھڑے ہوؤں کو آپس میں ملایا۔ رہزنوں کو مہربان بنایا۔ ظلم و ستم سے روکا۔ چوری جھوٹ۔ فریب سے منع فرمایا۔ شراب۔ سود۔ وزنا کو حرام قرار دیا۔

تبلیغِ ہدایت کا کام اپنے گھر سے شروع کیا۔ سب سے پہلے اپنے کنبہ والوں کو خدائے واحد کی طرف بلایا۔ پھر اپنے شہر والوں کو کوہِ صنعا پر چڑھ کر توحید کا مژدہ سنایا۔ عورتوں میں سے حضرت خدیجہ الکبریٰ نے۔ نوجوانوں میں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ مردوں میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیغامِ رسالت قبول کرنے کی ہمت کی۔ اور پھر رفتہ رفتہ لوگ اسلام کی طرف آنے لگے۔

لیکن مکہ کی بت پرستی توحید کا نام سننا بھی گوارا نہ کرتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے کنبہ والوں کا بائیکاٹ کر دیا۔ اسلام قبول کرنے والوں کو سخت سے سخت اذیتیں پہنچانے لگے۔ مکہ والوں اور مکہ میں آنے جانے والوں کو طرح طرح کے حیلے بہانے بنا کر اسلام سے روکنے لگے۔

ادھر کفار ایں نئے مذہب کو مٹانے کے لئے سخت سے سخت تجویزیں اور مشورے کرتے رہے۔ اور اُدھر خدائے واحد کا رسول صادق پھروں کی بارش گالیوں کی بوجھاڑ میں نہایت صبر اور بردباری سے خدا کا پیغام سناتا رہا۔ دشمنوں کی پیہم ریشہ دوانیوں سے سُٹھی مہجر مسلمانوں پر زندگی کا میدان تک پہنچانے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا ارادہ فرمایا۔

ہجرت: سرِ عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۵۳ سال کی عمر میں خدا کا نام بلند کرنے اور خدا کا دین بھیلانے کے لئے اپنا وطن چھوڑا۔ اور مدینہ کی راہ لی۔ اس واقعہ سے مسلمانوں کا سنہ ہجری شروع ہوتا ہے۔

مدینہ میں پہنچ کر آزادانہ طور پر ہدایت کرنے کا موقع ملا مختلف حکومتوں، علاقوں اور قبیلوں میں ہدایت کی تعلیم کے لئے مبلغ بھیجے گئے۔ اسلام کی حقانیت کا چرچا ہوا تو قبیلوں کے قبیلے مسلمان ہونے لگے۔ اسلام میں داخل ہونے کے لئے چاروں طرف سے وفدِ پروفند (ڈیپوٹیشنز) آنے لگے۔ دشمن کی مداخلت کے لئے جماعتی نظم و انضام کو مستحکم کیا۔ کفار مکہ کی شرارتوں، یہودیوں اور نصرانوں کی سازشوں کے جواب میں

بے سُر سامانی کی حالت کے باوجود لڑائیاں بھی کرنی پڑیں۔ بڑے بڑے بادشاہوں کے نام تبلیغی دعوت نامے بھی لکھے گئے۔ غرضیکہ سیدھے راستے پر چلانے کا پورا پورا حق ادا کیا۔ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے روشن نہیں فرمایا۔

غور کیجئے۔ وہ ہادی اکبر صلی اللہ علیہ وسلم جس نے تمہاری کا داغ اٹھا کر دنیا بھر کے یتیموں کے درمیں حصہ لیا جس نے بچپن ہی میں صدق و امانت کا نام بلند کیا جس کی جوانی مانند سحر بے دُغ، جس نے معاملات کو سلجھایا۔ اور تجارت کی شاہراہیں کھولیں جس کا طرز تمدن اور طریق معاشرت دنیا بھر کے لئے آسان اور قابلِ عمل۔ جس کا جماعتی نظام مستحکم جس کے قوانین ناقابلِ ترمیم جس کے عدل و انصاف پر دشمن متمکریں جس نے یتیمی اور فقر سے لیکر بادشاہی تک کی زندگی کے تمام مراتب خود کے فرمائے۔ تاکہ کوئی انسان کسی منزل اور کسی مرحلہ پر راہِ راست سے بھٹکنے نہ پائے۔

مصلح عظیم صلی اللہ علیہ وسلم جو انسانا جبر بھی
وہ اسامی اعلیٰ علیہ وسلم راستا نا جبر بھی

اور قابل فخر عادل بھی

وہ صداقت شعاروں کا
سدا رہی ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت ترین دشمن ابوجہل
قل ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں تجھے جھوٹا
نہیں سمجھتا مگر تیری تعلیم پر دل نہیں جھتا۔

ایک اور دشمن ہرقل کے دربار میں بیان دیتا ہے
”محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تک کبھی جھوٹ نہیں باندھا“

ہجرت کے وقت اپنے چچیرے بھائی حضرت علی
کریم اللہ وجہہ کو ان لوگوں کی امانتیں پہنچانے کیلئے
چھوڑا جنہوں نے سخت سے سخت ازیتیں دیکر گھربار

قوم کا امانت دار بھی

غریزہ اقارب اور وطن چھوڑنے پر مجبور کیا۔

مدینہ میں مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت اور غزوہ خندق
کے موقعہ پر خدا کا حبیب اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
اینٹ پتھر گارا اٹھانے اور زمین کھودنے میں شریک ہے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے خادم تمہارے
بھائی ہیں جس کے پاس خادم یا خادمہ ہو۔ اُسے چاہیے
کہ برابر کا کھلائے برابر کا پہنائے۔ طاقت سے بڑھ کر
کام نہ لے مشکل کام میں اس کی مدد کرے۔

ایک مرتبہ جنگل میں خور و نوش کا سامان کرنا پڑا صحابہ
ساتھ تھے کسی نے بکری ذبح کرنے اور صاف کرنے کا
ذمہ لیا کسی نے آگ روشن کرنے کا کسی نے کہا میں
پانی لاؤں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں
لکڑیاں جمع کر دوں گا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ

اپنے رفیقوں کی مشقت

میں شریکِ حال بھی

نہایت بان آقا بھی

بے ضما کار بھی

صلی اللہ علیہ وسلم ہم حاضر ہیں۔ آپ تکلیف نہ فرمائیں
 آپ نے فرمایا میں بھی شامل ہونا چاہتا ہوں کہ کمانہ بنوں
 دشمنوں کی مدافعت میں سینہ سپر ہونے والوں کی
 قیادت معرکہ بدر و خنین میں جس سے فرمائی۔ اسی
 تاریخ گواہ ہے۔ فوج کیلئے لطف و رحم کرنے کی تلقین
 کی اور فرمایا جو ہتھیار ڈال دے اُسے قتل نہ کرو بلکہ
 زخمی پر تلوار نہ اٹھاؤ خواہ وہ دشمن ہی کیوں نہ ہوں۔
 فتح مکہ میں جب ان دشمنوں پر غلبہ پایا جنہوں نے آپؐ
 پتھر پھینکے آپ کے راتے میں کانٹے بچھائے آپ کو
 وطن سے نکالا۔ مدینہ میں بھی چپین سے نہ بیٹھنے دیا یہودیوں
 سے مل کر سازشیں کیں تاہم سب کی خطائیں معاف کر دیں
 اور لا تتریب علیکم الیوم (آج تم پر کوئی سزائش نہیں) کا
 مژدہ رحمت سنایا۔ (اس رحمت عالم پر دو جہان قربان)۔

بہادر سپہ سالار بھی،

اور حمل فاتح بھی ہے

کامیابی و کامرانی :- یہ معلوم کرنے کے لئے کہ سرور عالم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرائض نبوت کو کس خوبی سے سر انجام دیا۔ اور تبلیغ ہدایت کو کامیابی کے کس مرتبہ
 تک پہنچایا۔ ایک نظر آپ کی تبلیغی کوششوں کے نتیجوں پر ڈالنا بھی ضروری ہے
 مکہ میں ۱۳ سال اور مدینہ میں ۱۰ سال کی تبلیغی کوششوں سے نہ صرف عرب
 کے گوشہ گوشہ میں توحید کا نور پھیل گیا۔ بلکہ روم کے صہیب، افریقہ کے منذر، فلسطین کے
 بشیر بن عثرہ، ایران کے سلمان پارس، خراسان کے فیروز دیلمی بھی حاضر خدمت اقدس
 ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ بادشاہان عالم میں سے نجاشی شامی، اکیدروا نے
 دومتہ الجندل جعفر بن عثمان اسلام کی دولت سے مالا مال ہونے۔ نجران کے
 یحییٰ بن عقیل علاقہ میں اسلامی حکومت قائم ہو گئی۔ یہودیوں کے بہت بڑے پیر عبد اللہ
 بن سلام مہاجرین کے سب سے بڑے پادری و رقبہ بن نوفل نے بھی سیدنا محمدؐ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کر لیا۔ عرب کی اخلاقی و تمدنی اصلاح یہاں تک
 ہوئی کہ خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کی تقلید میں دوسرے قبیلوں نے
 اپنے پچھلے خون ایک دوسرے کو معاف کر دیئے۔ سود چھوڑ دیئے۔ موافقات (بھائی چارہ)

خطبہ نبوی

(۱) يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي لَا أَرَانِي وَإِيَّاكُمْ
نَجْتَمِعُ فِي هَذَا الْمَجْلِسِ أَبَدًا۔
(۲) إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ
حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي
بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَعْرِكُمْ هَذَا۔
دَسْتُكُمْ نَزَلَتْ عَلَيْكُمْ فَاسْتَلْزَمُوا
أَعْمَالَكُمْ۔
لوگو! میں خیال کرتا ہوں کہ میں اور تم لوگ
پھر کبھی اس مجلس میں اکٹھے نہیں ہونگے۔
لوگو! تمہارے خون، تمہارے مال اور
تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسی ہی
(قابل احترام) ہیں جیسا کہ تم آج کے دن کا
اس شہر کا اس مہینہ کا احترام کرتے ہو۔
لوگو! تمہیں عنقریب خدا کے سامنے حاضر ہونا
ہے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت
سوال فرمائے گا۔

۱۔ ترجمہ از رحمۃ اللہ علیہ جلد اول۔

قائم ہو گئی۔ دشمن دوست اور دوست جاں نثار بن گئے۔ راستے پر امن ہو گئے۔
حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ چالیس ہزار یا ایک لاکھ چوبیس ہزار انسانوں نے
سرور عالم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کا حقہ تبلیغ کرنے کی شہادت دی۔
حجۃ الوداع، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر کے بیسٹھویں سال آخری
سفر حج کی نیت سے مکہ کی تیاری فرمائی۔ اسی لئے اس کا نام حجۃ الوداع ہے۔ صدہا
نام لیا ہوا ہمر کاب ہوئے۔ ہزاروں راستے میں آئے، جس راستہ میں خدا کے واسطے
کے پرستاروں کا نشان بھی نہ ملتا تھا۔ آج وہاں ہزاروں بندگان توحید کا قافلہ
تجسیم و تجمید میں مصروف نظر آتا ہے جس کے قافلہ سالار سرور عالم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں۔ خدا نے واحد کی تسبیح و تہلیل کی شان و شوکت کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے
دن کے وقت میں کعبہ کا طواف فرمایا اور تقریباً ڈیڑھ لاکھ مسلمانوں کے سامنے
جامع و مانع خطبہ دیا جس کو بعینہ درج کیا جاتا ہے۔

۲۔ ترجمہ از رحمۃ اللہ علیہ جلد اول۔

الْأَفَلَا تَرْجِعُونَ بَعْدِي ضَلَالًا
يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ -

(۳) الْأَكْلُ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ
تَحْتَ قَدَمِي مَوْضُوعٌ -

وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَأَنْ
أَوَّلَ دِمَاءٍ أُضْعِيَ مِنْ دِمَائِنَا دِمَاءُ ابْنِ
رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا
فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَاتَلَهُ هَذِيلٌ -

وَرَبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَأَوَّلُ رِبَا
أُضْعِيَ رَبَا نَارِ بْنِ عَبَّاسٍ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ -

وہ سب کا سب چھوڑ دیا گیا۔

(۴) فَأَتُوا اللَّهَ فِي النَّسَاءِ فَانْكُمُ
اَلْخُدُّمُ مَوْهُنٌ بِأَمَانِ اللَّهِ دَامَتْخَلَّتُمْ
فَرُوحُهُنَّ بِكَلِمَةِ اللَّهِ وَلَكُلُّهُنَّ عَلِيْحُنَّ أَنْ لَا
يُوطِئُنَّ فَرْشَكُمْ أَحَدٌ تَكْرَهُنَّ نَهَ فَإِنْ
فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاصْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ
مُبْرَحٍ وَلَا هُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَ
كَسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ -

لوگو! اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے
ڈرتے رہو۔ خدا کے نام کی ذمہ داری
سے تم نے ان کو بیوی بنایا۔ اور خدا
کے کلام سے تم نے ان کا جسم اپنے لئے
حلال بنایا۔ تمہارا حق عورتوں پر اتنا ہے
کہ وہ تمہارے بستر پر کسی کو نہ آنے دیں۔
لیکن اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسی مار مارو
جو ہلاک کر دینے والی نہ ہو۔ عورتوں کا حق
تم پر یہ ہے کہ تم ان کو اچھی طرح کھلاؤ
اچھا پہناؤ۔

(۵) وَقَدْ تَوَكَّلْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا
بَعْدَ ذَلِكَ إِنْ اِعْتَصَمْتُمْ بِهِ كَتَبَ اللَّهُ
لَهُمْ هُدًى وَفَضْلًا -

لوگو! میں تمہارے لئے وہ چیز چھوڑ چکا
ہوں کہ اگر اسے مضبوط پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ
نہ ہو گے۔ وہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔

(۶) أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي
وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ أَلا تَعْبُدُونَنِي
وَصَلُّوا أَمْسِكُوا صُومُوا أَشْهَرِكُمْ
وَأَذُوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِمَا أَنْفَكْتُمْ
وَتَحَجَّجُوا بَيْتَ رَبِّكُمْ وَاطِيعُوا
رُكُوتَ أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ۔

لوگو! نہ تو میرے بعد کوئی پیغمبر ہے
اور نہ کوئی جدید امت پیدا ہونے والی
ہے۔ خوش ہن لیجئے۔ اپنے پڑ رکھو
کی عبادت کرو اور پیچھا نہ مارا کرو
سال بھر میں ایک مہینہ رمضان کے
روزے رکھو۔ اپنے مالوں کی زکوٰۃ
دلی خوشی کے ساتھ دیا کرو۔ خانہ خدا کا
حج بجالاؤ۔ اور اپنے اولیائے امور و
حکام کی اطاعت کرو۔ جسکی جزا یہ ہے
کہ تم لوگ یہ بجالا کر پروردگارِ عالم کے
فردوس بریں میں داخل ہو گے۔

(۷) وَأَنْتُمْ تَسْأَلُونَ عَنِّي
لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ عَنِّي۔
لوگو! قیامت کے دن تم سے میری
بابت بھی دریافت کیا جائے گا۔

فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟
قَالُوا أَتَشْهَدُ أَنَّكَ

تَنْبَلِّغُتَ
وَأَدَّيْتَ
وَنَصَّعْتَ

فَقَالَ بِأَصْبَحِهِ السَّبَابَةُ يَرْفَعُهَا
إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكَلُهَا إِلَى النَّاسِ۔

اللَّهُمَّ أَشْهَدُ

مجھے ذرا بتا دو کہ تم کیا جواب دو گے؟
سب نے کہا ہم اس کی شہادت
دیتے ہیں کہ۔

آپ نے اللہ کے احکام ہم کو پہنچا دیئے
آپ نے رسالتِ نبوت کا حق ادا کر دیا
آپ نے ہم کو کھوٹے کھرے کی بات
اچھی طرح بتا دیا۔

اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی انگشتِ شہادت کو اٹھایا
آسمان کی طرف اٹکی کو اٹھاتے تھے۔
اور پھر لوگوں کی طرف جھکاتے تھے۔

اے خدا! میں نے (تیرے بندے

مکمل دین و تمام نعمت

جب سرورِ عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ انسانوں نے مکہ میں جمع ہو کر خدائے واحد کے سامنے اپنے سروں کو جھکایا اور احکامِ خداوندی کی تعمیل کرنے کا بیک بان اقرار کیا۔ تو پروردگارِ عالم نے خطبہ مذکور کے بعد ہی یہ آیت نازل فرمائی:-

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا
آج پروردگارِ عالم نے تمہارے دین کو کامل اور اپنے انعام کو پورا کر دیا اور تمہارے لئے دینِ اسلام پسند فرمایا ہے۔

اس آیت کے نازل سے بعض صحابہ معنوم ہو گئے۔ اور سمجھ لیا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ میں مکارمِ اخلاق اور محاسنِ اعمال کی تکمیل کرنے آیا ہوں پورا ہو گیا۔ اور اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفرِ آخرت فرماتے والے ہیں۔

کیا کہہ رہے ہیں۔

اے خدا گواہ رہنا کہ یہ لوگ کیا گواہی

دے رہے ہیں۔

اے خدا شاہد رہ کہ میں کب کب اس

اقرار کر رہے ہیں۔

دیکھو جو لوگ موجود ہیں وہ ان لوگوں کو

جو موجود نہیں ہیں اس کی تبلیغ کرتے ہیں۔

ممکن ہے کہ بعض سامعین سے وہ لوگ

زیادہ تر اس کلام کو یاد رکھنے اور حفاظت

کرنے والے ہوں جن پر تبلیغ کی جائے۔

سبحان اللہ، خطبہ عالیہ کا ایک ایک جملہ آج تک کس قدر پراثر اور

جامع و مانع ہے۔

سہ ترجمہ از رحمۃ اللغائین جلد اول۔

اللَّهُمَّ اشْهَدْ

اللَّهُمَّ اشْهَدْ

(ثَلَاثَ مَرَّاتٍ)

(۴) اَللّٰی یَبْلِغُ الشَّاهِدَ الْغَائِبَ

فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ یُبَلِّغُهُ اَنْ یُّکُوْنَ

اَدْعٰی لَهُ مِنْ بَعْضٍ مَنْ سَمِعَهُ۔

تعلیمات نبوی کا خلاصہ

خداوند تعالیٰ کو ایک جانور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا عبادت گذار اور رسول مانو۔ خدا سے واحد کی ذات والاصفات کو تقاضے و معائب سے پاک سمجھو۔ اور یقین رکھو کہ سورج۔ چاند۔ ستارے۔ زمین۔ آسمان۔ درخت۔ تمام چیزیں اس کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ اور سب اسی کے محتاج ہیں۔ دعا کی قبولیت۔ مرض کی صحت۔ انسان کی تندرستی۔ مرادوں کا بر لانا۔ خدا سے واحد کے ہی اختیار میں ہے۔ اقرار کو پورا کرو۔ زبان کا پاس رکھو۔ راستبازی اور دیانتداری کو اپنا شعار بناؤ۔ معاملات میں فریب نہ کرو۔ اپنے جسم کو نجاست سے کپڑوں کو میل کھیل سے زبان کو گندی باتوں سے دل کو جھوٹے اعتقادوں سے پاک صاف رکھو۔ چوری۔ رہزنی۔ زنا۔ سود۔ شراب پینے۔ ایسے حرام اور نقصان دہ اعمال سے بچو۔ ایک خدا کی عبادت کا فرض (نماز) ادا کرتے رہو۔ خدا ترسی پیدا کرنے کیلئے

مناسک حج ادا کرنے کے بعد سرور عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچ گئے۔ سفر آخرت :- مدینہ میں پہنچ کر کچھ عرصہ کے بعد آخر ماہ صفر میں عیسیٰ ہوئے۔ اور کچھ اوپر دو ہفتہ بیمار رہے۔ آخر ۱۲ ربیع الاول ۱۱ سالہ ہجری بروز دو شنبہ (پیر) بوقت چاشت راہی ملک بقا ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ اس وقت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۶۳ سال ۴ دن کی تھی۔

آخری الفاظ یا وصیت :- اس نیا سے فانی سے تشریف لے جانے سے قبل آپ کی زبان پر آخری الفاظ یہ تھے :-

الصَّلَاةُ، الصَّلَاةُ۔ نماز۔ نماز کی پابندی کرو۔

وَمَا مَلَكَتْ اِيْمَانُكُمْ۔ اور غلاموں (کے حقوق کی نگہداشت کرو)۔

اللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْاَعْلٰی۔ اے خدا برتریں رفیق۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ سَيِّدِنَا، مَوْلَانَا وَ شَفِيعِنَا مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰی

اَحْمَدٍ الْمُجْتَبٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ۔

روزے رکھو۔ خدا مال دولت دے تو خیرات کرو۔ پہلے اپنے غریب رشتہ داروں
 محلہ والوں کی خدمت کرو۔ زکوٰۃ دو۔ توفیق ہو تو حج کرو جس میں انسانی اتحاد و برکت
 کی سعادت ملتی ہے۔ یاں باب بیوی بچوں اور انسانی حقوق کی نگہداشت کرو۔
قرآن پاک۔ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال کی عمر سے لیکر
 ۶۳ برس کی عمر تک قرآن شریف کی تلاوت انجام دینی۔ اس عرصہ میں جو احکام اور حکمت کی
 باتیں خدائے واحد کی طرف سے مازلے ہوئیں ان کے مجموعہ کا نام قرآن پاک ہے۔
 اور یہ مجموعہ احکام مسلمانوں کی سوشل، اقتصادی اور تمدنی فلاح کے لئے مکمل
 قانون ہدایت ہے +

ماہیتہ دلمان کھنڈی محمد علیہ وسلم

صفتی جی عجمی



حاجی صادق محمد خان نجف سی خامس فرسٹروائے ریاست بہاولپور